ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.1, 2023

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثالی طرز زندگی: نظم وضبط، عاجزی اور شکر گزاری

Prophet Muhammad's Ideal Lifestyle: Discipline, Humility and Gratitude

Dr. Mahmood Ahamd
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, Lahore.
Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, Lahore.
Robina Shaheen
M.Phil. scholar, Islamic studies, NCBA & E, Lahore.

Abstract

The concept of asceticism in Islam, known as zuhd, involves voluntary detachment from worldly desires and attachments in pursuit of spiritual closeness to Allah. Rooted in the Quranic teachings and exemplified by the lifestyle of Prophet Muhammad (pbuh), Islamic asceticism emphasizes balance between worldly responsibilities and spiritual aspirations. It manifests through acts of self-discipline, modesty, and gratitude, encouraging believers to prioritize spiritual growth over material pursuits. Ascetics engage in practices such as fasting, prayer, and charity to cultivate inner peace and moral integrity. This abstract explores the significance and implications of asceticism in Islam, highlighting its role in fostering humility, ethical conduct, and social responsibility. By redirecting focus from materialism to spiritual fulfillment, asceticism enables believers to deepen their connection with Allah and prepare for the Hereafter. Ultimately, Islamic asceticism serves as a guiding principle for leading a purposeful and balanced life, enriching individuals, communities, and spiritual wellbeing.

Keywords: Asceticism, Zuhd, Quranic teachings, Self-discipline, Modesty, Gratitude

دنیا بھر میں مختلف مذہبی اور فلسفیانہ روایات میں خود کو جھٹلانے اور دنیاوی لذتوں سے دور رہنے کی روایت کو اہم اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میں توحید ایک کثیر الجہتی تصور ہے جس کی جڑیں قرآن کی تعلیمات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں گہری ہیں۔ اس مضمون کا مقصد اسلام میں توحید کے تصور، اس کی اہمیت، مظاہر اور اسلامی الہیات اور روحانیت کے فریم ورک کے اندر مضمرات کا کھوج لگانا ہے۔ اسلام میں توحید، جسے زہد کے نام سے جانا جاتا ہے، روحانی عقیدت اور اللہ (خدا) کے ساتھ قربت کے حق میں دنیاوی خواہشات اور وابستگیوں کو رضاکارانہ طور پر ترک کرنے کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں مادی املاک، دولت اور دنیاوی کاموں سے لاتعلقی شامل ہے اور ضروری نہیں کہ انہیں مکمل طور پر ترک کر دیا جائے۔ اسلامی تصوف کا خلاصہ اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور اس کی لالچ وں سے لاتعلقی برقرار رکھنے کے درمیان توازن قائم کرنے میں مضمر ہے۔

اسلامی تعلیمات کے بنیادی ماخذ قرآن، حدیث (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور اعمال) اور ابتدائی اسلامی علماء اور اولیاء کی زندگیاں ہیں۔ قرآنی آیات دنیاوی زندگی کی عارضی نوعیت اور عارضی لذتوں پر آخرت کو ترجیح دینے کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر سورۂ کہف (18:46) میں ارشاد ہے: "مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔ اور ہمیشہ رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے ہاں ثواب کے لیے بہتر اور امید کے لیے بہتر ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے طرز زندگی میں پاکیزگی کی مثال پیش کی اور دولت اور طاقت تک رسائی کے باوجود اکثر سادگی اور اعتدال پسندی کا انتخاب کیا۔ ان کی تعلیمات میں دنیاوی مال کی بجائے اطمینان، عاجزی اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا تھا۔ متعدد احادیث میں زہد کے فضائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مومنوں کو ایک متوازن زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی ہے جس میں روحانی نشوونما اور اخلاقی سالمیت پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

مجاہدانہ یا عابدانہ زندگی" ایک اصطلاح ہے جو ایک مخصوص طرزِ زندگی کو بیان کرتی ہے جہاں فرد اپنے دنیوی مقاصد کو ترک کر کے روحانیت اور دینی مقاصد کی طلب میں وقت گزارتا ہے۔ اس طرزِ زندگی میں شخص مادی دنیاوی محنتوں اور موادی لذتوں کو ترک کرتا ہے اور عبادات، روحانی عمل، دینی مطالعے، روحانی تجارب، اور ایک متوازن زندگی کے لئے وقت اور توجہ دیتا ہے۔ ایک شخص عابد وزاہد کے طور پر اپنی زندگی گزارتا ہے تاکہ وہ اپنے دینی ارادے اور روحانیت میں اضافہ کر سکے۔ اس سے فرد کے جیون میں صفائی، معنویت، اور پاکیزگی کی بڑھوتری ہوتی ہے اور اسے انسانیت کے لئے بہتر بنانے کا باعث بنتی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.1, 2023

حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو زاہدانہ یا عابدانہ زندگی کے مثالی نمونے میں تصور کیا جاسکتا ہے۔ ان کی زندگی ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں انہوں نے اپنی دینی ارادے اور روحانیت کے لئے بہت زیادہ توجہ دی، اور مادی دنیاوی مقاصد کو کم اہمیت دی۔

محمد ﷺ کو اسلام کے نبی اور رسول تصدیق کیا جاتا ہے۔ ان کی زندگی کا آغاز مکہ شہر میں ہوا، جہاں پرہیزگار زندگی گزارتے رہے، خدا کی عبادت کرتے رہے اور دنیاوی تمناؤں کو ترک کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ روحانی رتبہ اور پاکیزگی کے حصول کے لئے مشغول رہے۔

اپنی زندگی بھر میں، حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کی خدمت کے لئے معنوی اور جسمانی مجاہدہ کیا۔ انہوں نے ایک بڑی اصلاحی تحریک کی قیادت کی، جو عبادت، انصاف، امانت داری، ایمان کی حفاظت اور مسکینوں کی مدد پر مبنی تھی۔ آپ ﷺ کو زندگی میں مختلف معاشرتی، اقتصادی، اور سیاسی مسائل کا سامنا تھا، لیکن وہ ہمیشہ حق کے لئے جدوجہد کرتے رہے اور انصاف کے لئے لڑتے رہے۔ ان کی زندگی ایک مثالی نمونہ ہے جو مجاہدانہ روحانیت اور زاہدانہ زندگی کے لئے ایک نظریہ حیات ہے۔

اسلامی تاریخ میں، حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو ایک مقدس مثالی زندگی قرار دیا جاتا ہے، جو مسلمانوں کو ان کے پیروکار بننے کے لئے رہنمائی کرتی ہے اور انسانیت کے لئے ایک روشن مثال بنتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے دنیا کی مذمت کی:

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ایک دن ہم حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ تھے، جب آپ نے پینے کے لیے پانی مانگا تو آپ کو شہد ملا ہوا پانی پیش کیا گیا، جب حضرت ابو بکر صدیق نے وہ شربت ہاتھ میں لیا تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ کافی دیر کے بعد جب آپ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو ہم نے عرض کیا: "اے خلیفۃ الرسول! آپ کس وجہ سے رونا شروع ہو گئے؟" اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ پیارے نبی ﷺ کسی چیز کو اپنے سے دور کر رہے ہیں حالانکہ وہاں کچھ نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ کس چیز کو اپنے سے دور فرما رہے ہیں؟ انحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے دنیا آگئی، میں نے اس سے کہا: اِلَیکَ عَنّی یعنی اے دنیا مجھ سے دور ہو جا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج جب مجھے پانی کے بجائے شہد پیش کیا گیا تو مجھے آقا ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی یاد آئی اور مجھے ڈر ہوا کہ کہیں میں دنیاوی خواہشات کا شکار نہ ہو جاؤں۔[1]

زُہد سُنّتِ مصطفےٰ ﷺ

زہد، یعنی دنیا سے لاتعلقی، اللہ کی محبوب صفت ہے، اور الحمد للہ! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ ہر فضیلت میں کامل اور مکمل ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے دو جہانوں کے لیے رحمت مکی اور مدنی سلطان علیہ السلام دونوں جہانوں کے حاکم ہیں۔ تمام مخلوقات کے رب نے آپ کو دنیا اور آخرت کے خزانوں سے نوازا ہے! در حقیقت، سچ یہ ہے کہ:

کونین بنائے گئے سرکار ﷺ کی خاطر

کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دِی اپنے خزانوں کی خُدا نے

محبوب کیا، مالِک و مختار بنایا[2]

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں دیا۔ اس کے باوجود ہمارے آقا و مولیٰ مکی و مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل کو دنیا کی آسائشوں اور عارضی نعمتوں میں نہیں لگایا۔ وہ ان لوگوں کے بھی رہنما ہیں جنہوں نے زہد (دنیا سے لاتعلقی) پر عمل کیا۔ انہوں نے دنیاوی خواہشات سے سب سے زیادہ لاتعلقی برقرار رکھی اور دنیا کی عارضی لذتوں پر ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: [3]

تفسیر صراط الجنان میں تفسیر مدارک کے حوالے سے خلاصہ بیان کی گیا ہے کہ:

> اے نبیوں کے سردار ﷺ! ہم نے آپ کو ایسی نعمتوں سے نوازا ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیاوی مال و اسباب معمولی معلوم ہوتے ہیں۔ تم اس دنیا کے مال ومتاع سے بے نیاز ہو۔ [4]

مفسرین اس آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

> آپ ﷺ کو پہلے بھی دنیاوی لذتوں کی خواہش نہیں تھی۔ اس زندگی میں ایک لمحہ کے لیے بھی دنیا کی محبت آپ کے قلبِ پاکیزہ میں داخل نہ ہوئی، اس آیت کا مفہوم و معنی اس طرح بھی بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہل بیت ہمیشہ دنیا سے بے نیاز رہے، آپ ہمیشہ زہد پر ثابت قدم رہے۔ [5]

اُمّت کو دُنیا سے بے رغبتی کا حکم

حضرت محمد مصطفی ﷺ دنیاوی اموال سے بڑی لاتعلقی رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو امر ربی ہوا کہ کفار کو دیے گئے مال واسباب کی طرف نگاہیں ہرگز نہ اٹھائیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ حکم بنیادی طور پر ہم غلاموں کے لیے ہے یعنی ہم مسلمانوں کے لیے ہے۔ یعنی مسلمانوں کو یہ پیغام ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے سے ہمیں حاصل ہونے والی بے شمار نعمتوں کو دیکھیں۔ آپ کو ایمان، اسلام اور قرآن کریم سے نوازا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیارے نبی ﷺ کی رحمت سے ہمیں جنت کی وہ لازوال نعمتیں بھی عطا ہوں گی جو کافروں کے نصیب میں نہیں ہیں۔ اس لئے کفار کو ملنے والے دنیاوی اور فنا ہو جانے والے مال و اسباب کو مت دیکھو۔ اس کی ہرگز حرص مت کرنا کیونکہ کافروں کے مقدر میں دنیوی مال ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب اور ہم مسلمانوں کے نصیب میں دنیوی مال بھی ہے مگر اس کے مقابلے میں آخرت میں ابدی وحقیقی اور لازوال نعمت، جنت ہے۔

دنیوی اور اخروی آسائش

خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا تکیہ دیکھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جو کھردرے بان سے ہوئی تھی۔ کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تکیے پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تکیے پر کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیے سے اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر بان کے نشان تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ زہد دیکھ کر حضرت فاروق اعظم کی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.1, 2023

آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ آقا نے ایک عاشق رسول کو روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا اے عمر آپ کیوں رو رہے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور بارگاہ الہٰی میں آپ کا بہت بڑا مقام ہے، آپ شہنشاہ قیصر (رومن) اور کسریٰ سے زیادہ محترم ہیں۔اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے آنسو نکل آئے جب میں نے محسوس کیا کہ قیصر اور کسریٰ دنیاوی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، جب کہ آپ اللہ کے رسول ہونے کے باوجود ایسی زاہدانہ زندگی گزارتے ہیں۔عاشق رسول کی فکر سن کر برگزیدہ و مدنی پیشوا ﷺ نے فرمایا: "عمر کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے پاس دنیا ہے اور ہمارے پاس ہے؟ آخرت؟" [6]

دنیا کی بجائے آخرت کو ترجیح

اس حدیث میں حقیقی کلام پیش کیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ دنیا کافروں کے لئے ہو اور آخرت ہمارے لئے۔"

آقائے دو عالم ﷺ نے زندگی میں آخرت کو اہمیت دی، ان کا پیشوایانہ رویہ ہمیں سکھاتا ہے کہ آخرت کی طرف زندگی گزارنے کی سبقت انہوں نے ہمیشہ دی ہے۔ان کی زندگی ایک مثال ہے کہ دنیا کے مقصدات حاصل کرتے ہوئے آخرت کی بھی فکر کی جائے۔یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دنیا کی زندگی اتنی عارض ہے کہ اس کی خواہشات اور عیش و عشرت کا ہر وقت مزہ لیتے رہنے کی بجائے ہمیشہ کے لئے آخرت کو ترجیح دی جائے۔آخرت کی اہمیت کو سمجھ کر ہم اپنی دنیاوی مقاصد کو آخرت کی رضا حاصل کرنے کی راہ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔یہ نصیحت ہمیں دنیا اور آخرت کی صحیح ترتیب سمجھانے میں مدد فرماتی ہے۔

قرآن پاک میں ہے: [7]

> کہ جو شخص آخرت کی فلاح کی کھیتی کو چاہتا ہے، اسے اپنے نیک اعمال میں اضافہ کرنا ہوگا اور اس کو زیادہ ترجیح دینا ہوگا۔
> اسی طرح جو شخص صرف دنیا کے مقصدات کو پسند کرتا ہے، اسے اپنی دنیاوی محنتوں میں وقت اور توجہ دینا ہوگا، مگر اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

وہ شخص جو آخرت کی فصل چاہتا ہے، ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں، یعنی اس کے نیک کاموں، عبادات، اخلاقی اصولوں اور ایمانی معارف کو بڑھا دیتے ہیں تاکہ وہ آخرت میں خوبصورت پھلوں کے ساتھ بھری ہو۔اور جو شخص دنیا کی فصل چاہتا ہے، ہم اسے اس کی کھیتی سے کچھ دیدیتے ہیں، یعنی اس کو دنیا کے مشاغل، مالی مقاصد اور مادی خواہشات کو پورا کرنے میں مدد فرماتے ہیں۔لیکن اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں رہتا کیونکہ دنیا کے مال و دولت، عزت و شان، اور مادی فائدے آخرت کی اقبالیت کو کم کرتے ہیں۔یہ بات ہمیں یاد دلاتی ہے کہ آخرت کیلئے سچی محنت کرنی چاہئے اور دنیا کی بھرمار سے بچ کر آخرت کی طرف روانہ ہونا ہمارا اصل مقصد ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کون لوگ اپنے اعمال سے آخرت کے نفع کا طلبگار ہوتے ہیں اور وہ انہیں نیکیوں کی توفیق دیتے ہیں۔انہیں ان کے لیے نیک عمل کرنے کی آسانی عطا فرماتے ہیں۔ان لوگوں کی نیکیوں کا ثواب بہت زیادہ بڑھا کر ان کے اخروی فائدے میں اضافہ فرماتے ہیں۔وہ لوگ آخرت کی فکر کرتے ہیں اور اپنے عملوں کو آخری حساب کے لیے مستعد کرتے ہیں، جس سے وہ آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں۔

یہاں دونوں حالات کا موازنہ کرتے ہوئے دنیا اور آخرت کے حصول کے بارے میں بات کی گئی ہے۔جو لوگ صرف دنیا کے حصول کے لئے عمل کرتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ انہیں صرف اتنا ہی دیتے ہیں جتنا کہ ان کی قسمت میں ہے۔ان لوگوں کو آخرت کے بے پناہ فائدوں سے محروم رہنا پڑتا ہے، چونکہ وہ آخرت کی طرف عمل کرنے کی تیاری نہیں کرتے۔ان کی محدود دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں، جبکہ آخرت کی بے پناہ نعمتوں سے وہ محروم رہتے ہیں۔۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.1, 2023

یہ واقعی ایک بہت اہم نصیحت ہے جو ہمیں اپنے عملوں پر غور کرنے اور اپنے مقاصد کو دوبارہ سوچنے کی ترغیب دیتی ہے۔ آخرت کو ذہین اور اہم مقصد بنانا ہماری زندگی کا حقیقی حاصل ہے اور دنیا کی عارض مقاصد کو آخرت کے سامنے فائدے کی بجائے چھوڑنا ہمارا اصل مقصد کو ہے۔

آخرت باقی ہے

یہ حقیقت ہے کہ دُنیا فانی ہے اور ہماری زندگی کا وقت محدود ہے۔ جو کچھ ہم اس دنیا میں حاصل کرتے ہیں، وہ سب کچھ ہمیشہ کے لئے نہیں رہتا۔ مال و دولت اور دُنیاوی نعمتیں ہمارے دِلوں کو محبت سے بھر دیتی ہیں، لیکن یہ سب کچھ حقیقت میں مؤقت ہیں۔

یہاں ایک بڑا سبق ہے کہ آخرت کی طلبگاری کرنا زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ آخرت ایک بے انتہا دورانیہ ہے جہاں انسان کی حسن خاتمات کی حساب کتاب ہوگی۔ یہاں کی کوششوں اور عملوں کا اثر وہاں محسوس کیا جائے گا اور اس پر اجر و ثواب دیا جائے گا۔

یہ بات درست ہے کہ ہمیں دنیا کے بجائے آخرت کو پیشہ ور بنانا چاہیے۔ آخرت کی طلب مزید معنویت، انسانیت اور اخلاقیت کی راہ دکھاتی ہے۔ ایک مخلص مسلمان دوسروں کے مدد کرتا ہے، ایثیاع اور حقیقیت پسندی کا پیرو ہوتا ہے، اور برے کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔

آخرت کی طلب موجودہ زندگی کو بہتر بناتی ہے کیونکہ اس سے ہماری نیک اعمال کا اثر انسانیت کے لحاظ سے بڑھتا ہے اور اس سے ہمیں دنیا کے مسائل اور تناؤ کا سامنا کرنے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔

اختتاماً، ہمیں دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور نیک عمل کر کے دنیا کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آخرت کی طلب موجودہ زندگی کو معنوی اور مقصد مند بناتی ہے اور ہمیں سچے معنوی خوشی اور انسانیت کے راستے پر چلنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں آخرت کو حقیقی مقصد بنایا گیا ہے اور اس کی طلبگاری کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ جنت ایک بے انتہا خوشیاں بھری جگہ ہے جہاں انسان ابدی طور پر خوش رہتا ہے۔ وہاں کے نعمتیں، رواں نہریں، دُودھ، شہد، پاکیزہ شراب اور دیگر بڑھتی ہوئی نعمتیں، جو آخرت کی طلبگاروں کو ملیں گی، دُنیا کی کسی بھی چیز کی مقدار کو ترقی دیتی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیشہ اخروی زندگی کی اہمیت اور جنت کے حسنات کی بشارت دی ہے۔ انہوں نے دنیوی مال و دولت کے مقابلے میں آخرت کو اہمیت دی، اور اپنے انداز میں زندگی گزاری جو آخرت کے لئے خرچ ہوئی۔

اس لئے ہمیں بھی اپنے عملوں اور کوششوں کو آخرت کی طرف روانہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہم آخرت کے قریب ہونا چاہتے ہیں تو دنیا کے عارضی مال و دولت کی پیروی نہیں کرنی چاہئے بلکہ نیک عمل کرنے، اخلاص سے عبادت کرنے، اور دوسروں کی مدد کرنے میں محنت کرنی چاہئے۔ اس سے ہمیں انسانیت کے لحاظ سے بہتری حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب کی بڑھتی ہوئی مقدار ملتی ہے۔

سونے چاندی کے پہاڑ ساتھ چلتے

یہ ایک خوبصورت اور بامعنی روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی اور قناعت کے بارے میں ہے۔ یہ پیغمبر ﷺ کی دنیاوی چیزوں سے لاتعلقی اور آخرت کے ابدی خزانوں پر ان کی توجہ کی عکاسی کرتا ہے۔

اس روایت میں ہے کہ ایک انصاری خاتون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک نرم اور پر تعیش بستر تحفے میں دیا جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سادہ اور عاجز بستر دیکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا بستر دیکھا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ وہ اس عورت کو واپس کر دیں جس نے اسے دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر زور دیا کہ اگر وہ چاہیں تو بہت زیادہ سونا اور چاندی جمع کر سکتے ہیں، لیکن آپ نے دنیاوی آسائشوں میں مشغول نہ ہونے کا انتخاب کیا۔ [8]

یہ واقعہ "زہد" کے تصور پر روشنی ڈالتا ہے، جس سے مراد دنیاوی اموال اور خواہشات سے لاتعلقی ہے۔ پیغمبر اسلام (ﷺ) نے دنیاوی دولت حاصل کرنے کی صلاحیت کے باوجود سادہ اور عاجزانہ زندگی گزار کر زہد کے حقیقی جوہر کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے مادی دولت جمع کرنے کی بجائے روحانی ترقی، احسان کے اعمال، اور اللہ کی عبادت پر توجہ دینے کی اہمیت پر زور دیا۔

یہ روایت مومنین کے لیے ایک یاد دہانی کا کام کرتی ہے کہ وہ اپنے روحانی سفر اور اللہ کی خوشنودی کے حصول کو مادی چیزوں پر ترجیح دیں۔ یہ نبی کی بے لوثی اور اللہ کی طرف سے فراہم کردہ رزق کے ساتھ قناعت کی بھی مثال دیتا ہے، مسلمانوں کے لیے ایک گہری مثال قائم کرتا ہے۔

دُنیاوی خزائن کی پیشکش

یہ حدیثِ قدسی کا ذکر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے خزانے کی پیشکش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر دعا کی کہ یہ سب خزانے ان کے لئے آخرت میں جمع کر دیے جائیں۔ یہاں پر اس حدیث کی اہمیت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے عارضی مالی ثروتوں کو آخرتی انعامات سے کم ہونے سے روک دیا، اور اس نے اللہ تعالیٰ سے صرف آخرتی برکتوں کی درخواست کی۔ [9]

یہ بات صحیح ہے کہ دنیا اور دنیوی مال و دولت کی کثرت ہر شخص کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ علماء کرام نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ جو ولی اللہ ہیں، جن کے دلوں کو اللہ کی محبت سے بھر دیا گیا ہے، ان کی زندگی دنیا کے مالی ثروتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ انہیں دنیا کی معاشرتی یا مالی بہتات کی پرواہ نہیں ہوتی، کیونکہ ان کے لئے اللہ کی قربت اور رضا اہم ہوتے ہیں۔ ان ولی اللہ کے دلوں میں اللہ کی محبت کے سوا کچھ اور باقی نہیں رہتا، اور ان کا عالمی مال ان کے اخروی زندگی کے لیے اہمیت نہیں رکھتا۔[10]

مال جمع نہ کرنے کا حکم

مختلف آیات مبارکہ میں نبی ﷺ کے ذریعے سے ان کی تمام امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم انسانوں کو رب کی حمد و ثنا کرنے کی ہدایت دیتی ہے، اور سجدہ کرنے والوں کو احترام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ، یہ انسانوں کو اپنے رب کی عبادت کرتے رہنے کی تاکید کرتی ہے اور یہ ہدایت دیتی ہے کہ انسان کو اپنے موت تک عبادت کرتے رہنا چاہئے۔ اس طرح، یہ آیت انسان کے زندگی کو رب کی رضا اور محبت کی راہ میں بہتر بنانے کی تعلیم دیتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: [11]

تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا۔

مسلم شریف کی حدیثِ پاک میں ہے:

نبی مصطفیٰ ﷺ کی وفات ظاہری تک حضُور کے اہل بیت اطہار نے کبھی جو کی روٹی بھی 2 دن مسلسل نہ کھائی۔[12]

حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت اطہار نے اپنے زندگی میں بہت کم چیزیں استعمال کیں اور معمولی طرزِ زندگی گزاری۔ وہ زندگی کے مختلف مراحل میں بھی معمولی کھانے پینے کا اختیار کرتے رہے اور اپنے زندگی میں عبادت اور خدا کے راستے کو اہمیت دیتے رہے۔ ان کی یہ زندگی کیسی بھی مالی دولت کے ذرائع سے فائدے کے بجائے، ان کی تواضع اور زہد کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ حدیث ان کے پیروکاروں کو سیکھنے اور ان کی تواضع اور اخلاقیت کے ساتھ چلنے کی ترغیب بھی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے اہل بیت اطہار کا یہ رویہ ان کے اہم اخلاقی اصولوں اور انسانیت کے معیار کی اظہار کا شاندار نمونہ ہے۔

یہ بھی حدیث میں ہے کہ:

پورا پورا مہینا گزر جاتا تھا مکان عالی شان میں چولہے میں آگ نہ جلتی تھی، چند کھجوروں اور پانی پر ہی گزارا کیا جاتا تھا۔[13]

بیان کی گئی روایت میں ایک سادہ اور ذہنی بصیرت کی مشہور مثال ملتی ہے جس میں ایک شخص سادہ اور معمولی زندگی گزار رہا ہے۔ اس مثال میں اس شخص کے پاس عالی شان کا مکان ہے لیکن وہ اس مکان کو محض چھتیں گزارنے کے لئے استعمال نہیں کرتا۔

وہ ایک چولہا (کھانے بنانے کی جگہ) رکھتا ہے لیکن اس پر آگ نہیں جلتی ہے، یہ اشارہ کرتا ہے کہ اس شخص کا ذہنی فکر و زندگی بہت سادہ ہے اور وہ لا محدود تکلیفات اور پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ، اس کے پاس چند کھجوروں اور پانی کا ذکر ہے جو دلیل ہے کہ وہ بہت کم مواد استعمال کرتا ہے اور معمولی طرزِ زندگی گزارتا ہے۔

اس مثال کے ذریعہ، یہ نقشہ ہے کہ حقیقت میں مادی دنیا کے زیادہ دنیاوی مال و دولت کے حوصلے رکھنے کے بجائے، سادہ، معقول اور معصوم طرزِ زندگی بھی کافی راحت و سکون پیدا کر سکتی ہے۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے یہ ایک بڑا سبق ہے جو ہمیں ہمیشہ اپنے ضمیر اور قیمتی اشیاء کی قدر کرنے پر ترغیب دیتا ہے۔

بھوکِ نبی ﷺ

ایک بار، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہیں سے گزر رہے تھے، انہوں نے دیکھا: کچھ لوگ بیٹھے ہوئے بھنی ہوئی بکری کھا رہے تھے۔ اس پر انہوں نے ان کی کھانے کی دعوت سے انکار کر دیا اور کہا: پاک رسول ﷺ نے کبھی جو کی روٹی مکمل طور پر نہیں کھائی تھی، انہوں نے دنیا کو ترک کیا۔[14]

یعنی مجھے اس وقت یہ خیال آگیا کہ میرے محبوب ﷺ تو زندگی شریف میں جو کی روٹی سے مسلسل سیر نہ ہوئے اور میں بھنی ہوئی بکری کھاؤں دل نہیں چاہتا

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا،

آپ ﷺ بیٹھ کر (نفل) نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ کیا کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ فرمایا نہیں بھوک کے سبب بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میرا دل بھر آیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نبی ﷺ نے فرمایا نہ رو۔ کوئی شک نہیں جو اس دنیا میں بھوک اس لئے برداشت کرے کہ اسے آخرت میں امید ثواب ہو، وہ یوم حساب کی خطرناک بھوک سے مامون رہے گا۔[15]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.1, 2023

یہ بات ایک اہم اصول ہے جو حدیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث انسان کی صبر و تحمل کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اگر ہم دنیا میں مشکلات اور بھوک کا سامنا کرتے ہوئے صبر کریں اور اسے ثواب کے لئے کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن بھوک سے محفوظ رکھے گا۔ یہ اصول ایمانداری، ثابت قدمی اور رضاکاری کو ترقی دیتا ہے۔ یہ ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صبر اور احسان کو قدر کرتا ہے اور ہمیں ان کے ثواب سے نہیں محروم کرتا۔

خلاصہ کلام

اس وقت کی دنیا میں، کامیابی، ترقی، اور دولت کی کثرت کو زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اندازہ کرنے کا طریقہ بن گیا ہے۔ معاشرت میں عام طور پر، مال و دولت کی بہتات کو کامیابی اور ترقی کا موثر پیمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ لوگ عموماً اس طرف مائل ہوتے ہیں جو مال و دولت کے حصول میں کامیاب ہوتے ہیں اور انہیں معاشرت میں اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسی روایتیں اور سوچ کے باعث، غریب افراد کو کمزور سمجھا جاتا ہے اور انہیں کامیابی سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح کی سوچ معاشرت میں انسانیت کے درمیان امتیازات کی تقسیم کو برابر نہیں کرتی بلکہ اختلافات کو بڑھاتی ہے۔

ایسے تصورات کا جواب دینے کے لئے، ہمیں سمجھنا ہوگا کہ کامیابی صرف مال و دولت کی کثرت سے محدود نہیں ہوتی۔ کامیابی اور ترقی اخلاق اور روحانی پہلوؤں پر بھی مبنی ہوتی ہے جو انسان کے عمل اور اچھے خصوصیات کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں۔ ایک انسان کی کامیابی اور قابلیت کو صرف مال و دولت کے حصول پر مبنی نہیں کیا جانا چاہئے، بلکہ اس کے عمل اور انسانیت کی بنیاد پر بھی تشخیص دی جانی چاہئے۔ اس طرح کی تبدیلی اور مثبت سوچ کے ذریعہ، معاشرت میں تمام لوگوں کے انسانی احترام اور امتیازات کو بڑھایا جاسکتا ہے اور ان کو برابر اور انصاف کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔ ایسی سمجھ سے معاشرت کو ایک بہتر اور روشن مستقبل کی راہ مل سکتی ہے۔

آپ نے بہت درست فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب غربت نہیں ہے بلکہ حرص، مال و دولت کی محبت اور دنیاوی حرص کا اثر ہے۔ اس حرص کے باعث ہمارے معاشرتی معاملات اور روایات بہت سی برائیوں کا سبب بنتے ہیں جو اس نظریے سے ہے کہ ہم دوسروں کی نقصان پہنچاؤ سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ حرص کئی اجتماعی، مالی اور اخلاقی مسائل کا باعث بنتا ہے جیسے کہ لڑائی جھگڑے، خاندانی اختلافات، سودی لین دین، رشوت، ناپ تول، اغوا، قتل و غارت گری وغیرہ۔ یہ سب معاشرت میں فساد اور بدنیتی کے اسباب ہیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بنتے ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ کی سنتوں اور احادیث میں حرص اور مال و دولت کی حب و طلب کے بارے میں بہت سی رہنمائیں ملتی ہیں۔ ان کے تعلیمات میں اخلاقیت، امانت داری، انصاف اور انسانیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔

اسلامی روایات اور معاشرتی تاریخ میں مثبت اجتماعی اصولوں کو اپنا کر، حرص اور دنیاوی محبت کو کم کرنے سے، مسلمانوں کے معاشرتی معاملات اور اخلاقی حالات میں بہتری آسکتی ہے۔ ہمیں اپنے رویے کو بدل کر سچی انسانیت کی راہ پر چلنا ہوگا تاکہ ہمارے معاشرتی معاملات میں اصلاح آسکے اور ایک خوبصورت اور امن بخش معاشرت کی تشکیل ہوسکے

حواشی و مراجع

---

1 مسند بزار، جلد 1، ص 106، حدیث 44

2 ذوق نعت، ص 47، 48

3 القرآن الکریم، پارہ 14، سورہ الحجر، آیت 88

4 تفسیر مدارک، سورۃ الحجر، آیت 88، ص 587 بحوالہ تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، جلد 5، ص 265

5 تفسیر صراط الجنان فی تفسیر القرآن، جلد 5، ص 265

6 مجمع الزوائد، کتاب الزہد، جلد 10، ص 428، حدیث 18298

7 القرآن الکریم، پارہ 25، سورۃ الشوریٰ، آیت 20

8 شُعب الایمان، باب فی حب النبی، فصل فی زہدہ، جلد 2، ص 173، حدیث 1468

9 مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب اعطی اللہ تعالیٰ محمد، جلد 7، ص 444، حدیث 162

10 سبع سنابل مترجم، ص 191 خلاصہ

11 القرآن الکریم، پارہ 26، سورۃ الاحقاف، آیت 20

12 صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ص 1137، حدیث 2970

13 صحیح بخاری، کتاب الرقاق، صفحہ 1589، حدیث 6458

14 صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ، ص 1386، حدیث 5414

15 شُعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، ص 314، حدیث 10425